اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے شہید اسلام حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمتہ اللہ علیہ کو ان کی شہادت کے بعد ان کی جماعت اہل حدیث نے اتنی طویل اور بھرپور احتجاجی تحریک چلائی کہ جس کی نظیر قریب قریب کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے ایک سال کی اس تحریک میں احتجاج کا ہر ممکن طریقہ اختیار کیا گیا اور اپنے مطالبات کو متعلقہ حکام تک پہنچانے کی سعی کی گئی۔ حضرت علامہ شہید کے بعد بھی کئی قدآور سرکاری' سیاسی و مذہبی شخصیات کا قتل کیا گیا لیکن کسی شخصیت کے لواحقین یا تنظیم اور جماعت نے اس قدر زوردار اور طویل ترین تحریک کا اہتمام نہیں کیا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگرچہ بظاہر یہ تحریک ناکام نظر آتی ہے کہ جن مقاصد کے لئے یہ تحریک چلائی گئی اور جس میں علماء' طلباء اور چھوٹے بڑے احباب جماعت اور مسلک اہل حدیث سے وابستہ افراد ذی وقار نے اپنا مال' وقت اور خون تک پیش کیا حتیٰ کہ وہ لوگ جو ایسی ہنگامہ خیز زندگی سے الگ تھلگ رہنا ہی پسند کرتے تھے علامہ شہید رحمتہ اللہ علیہ کے خون کا قصاص لینے کے لئے وہ بھی میدان عمل میں کود پڑے ضلع شیخوپورہ کا ایک معروف گاؤں ہے گھلا وٹواں نزد فیروز وٹواں وہاں مولانا عبدالحمید صاحب ایک بزرگ عالم دین تھے ان کے دو بیٹے تھے عبدالرحمان اور عبدالمنان اب ماشاء اللہ دونوں عالم دین ہیں اور اپنے اپنے انداز میں دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ مولانا عبدالحمید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ان دونوں بیٹوں پر جلسوں' کانفرنسوں میں شرکت پر پابندی لگا رکھی تھی کہ ایسے مواقع پر لڑائی جھگڑے کا خطرہ رہتا ہے۔ لیکن جب 23 مارچ 1987ء کو سانحہ لاہور ہوا اور 30 مارچ کو علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمتہ اللہ علیہ شہید ہوئے اور جماعت اہل حدیث نے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے احتجاج کا اعلان کیا تو مولانا عبدالحمید مرحوم نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ اب کوئی بھی احتجاجی جلسہ یا جلوس ہو تو تم دونوں نے اس میں ضرور شرکت کرنی ہے اور پھر ان دونوں بھائیوں نے اس تحریک میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس تحریک میں ہر اہل حدیث نے ہر لحاظ سے اپنا حصہ

ڈالا لیکن بظاہر یہ تحریک اپنے مقصد کے حصول میں ناکام نظر آئی ہے جبکہ حقیقت یہ نہیں۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ شہدائے اہل حدیث کے قاتل ہنوز پردہ انخفاء میں ہیں اور ان کے چہروں کے نقاب نہیں الٹے جا سکے لیکن اس طویل ترین جدوجہد کے ثمرات ونتائج بلکہ فوائد سے آج تک ''استفادہ'' کیا جارہا ہے۔ اس لئے اس تحریک کو ناکام نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن پاکستانی تاریخ میں جسٹس افتخار چودھری کی بحالی کے لئے جو تحریک وکلاء نے شروع کی تھی اس نے دو سال کی طویل ترین جدوجہد کے بعد اپنے ہدف کو حاصل کر لیا اور چیف جسٹس افتخار چودھری اپنے رفقاء سمیت اپنے عہدوں پر بحال ہو گئے اس لحاظ سے یہ تحریک اہل حدیث کی تحریک سے منفرد ثابت ہوئی کہ ایک تو اس کا دورانیہ طویل ہو گیا اور دوسرا اس تحریک کی قیادت نے نمایاں کامیابی حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اگر انسان جلد بازی نہ کرے اور اپنے موقف پر ڈٹا رہے اور ثابت قدمی سے اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں رہے تو وہ ضرور کامیاب ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک دھرنے کا مشاہدہ اس سے پہلے بھی کر چکا ہوں بلکہ خود میں بھی اس میں شریک تھا کہ 23 محرم الحرام 1408ھ بمطابق 17 ستمبر 1987 کو چوک بیگم کوٹ لاہور میں سالانہ فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کانفرنس منعقد ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا ان میں ایک یہ بھی تھی کہ ان کو دینی وسیاسی بصیرت سے حظ وافر عطا فرمایا تھا۔ علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ قادیانیت کے استیصال اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے چنیوٹ میں خاتم النبیین ﷺ کانفرنس کا انعقاد کیا کیونکہ اس سے پہلے جو ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس ہوتی تھی وہ صرف ایک فرقے کا شو بن کر رہ گئی تھی اور اس میں عقیدہ ختم نبوت کی بجائے تقلید اور مقلدین کے فضائل ومحاسن زیادہ بیان ہوتے تھے اور ''تقلید'' جو ختم نبوت پہ ڈاکہ ڈالنے کے لئے بذات خود ایک ''چور دروازہ'' ہے کی اشاعت وتبلیغ ہوتی تھی تو علامہ مرحوم نے چنیوٹ میں مورچہ زن ہو کر ختم نبوت کے اعلانیہ وغیر اعلانیہ ظاہری و باطنی منکرین اور دشمنوں کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے اس بات کا اعلان کر دیا کہ ختم نبوت کی چادر پر کسی کو ہاتھ نہیں ڈالنے دیں گے اور عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو نہ صرف بے نقاب کریں گے بلکہ ہر محاذ پر ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائیگا خواہ وہ ڈاکہ خانہ ساز نبوت کے روپ میں ہو یا۔۔۔۔۔۔۔ نبوت کے دعویداروں کو تقلید کی صورت میں چور دروازہ مہیا کرنے کی شکل میں ہو اور انہوں نے علی الاعلان اس بات کا اظہار کیا کہ مقلدین اور مرزائیوں میں فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے اعلانیہ نبوت کا دعویٰ اور اظہار کر دیا اور یہ بزدل

نکلے کہ ایسا نہ کر سکے۔ افسوس کہ آج ہم با جماعت ایسے سیاست کی بھینٹ چڑھے ہیں کہ اتنا بڑا امور چہ خالی کر دیا اور اس کانفرنس کا انعقاد رک گیا یا روک دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اسی طرح شیعہ حضرات کی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کے خلاف بڑھتی ہوئی جارحیت اور دشنام طرازی کو لگام دینے اور اس کے آگے بند باندھنے کے لئے چوک بیگم کوٹ لاہور میں سالانہ فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کانفرنس کا اسٹیج لگایا کیونکہ بیگم کوٹ میں ہی شیعہ حضرات کا ایک بہت بڑا پروگرام ہوتا تھا جو تین دن تک جاری رہتا اور سرکار انہیں ہر قسم کا تعاون مہیا کرتی۔ یہ کانفرنس بھی اگرچہ بہت سی داخلی وخارجی سازشوں کا نشانہ بنی لیکن بحمد اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی صورت میں یہ جاری ہے اور ہر سال 23 محرم الحرام کو منعقد ہوتی ہے اس کی کامیابی اور استحکام کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ اسی فضائل صحابہ کانفرنس کے موقعہ پر ایک پولیس اہلکار کی بدمعاشی کے سبب ایک اہل حدیث نوجوان عبدالمجید عرف عید محمد بن محمد رمضان بجلی کا کرنٹ لگنے سے شہید ہو گیا اس وقت برطانیہ سے تشریف لائے ہوئے مولانا منیر قاسم صاحب خطاب فرما رہے تھے اسٹیج پہ جب یہ اطلاع پہنچی اور اعلان کیا گیا تو پورے مجمع میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی جمعیت اہل حدیث کے روح رواں' مرکزی راہنما اور نوجوان خطیب حافظ عبدالعلیم یزدانی حفظہ اللہ نے موقعہ سنبھالا اور اپنے کارکنوں کو حکم دیا کہ لاہور' شیخوپورہ روڈ کو بلاک کر دیا جائے اور چوک میں دھرنا دے دیا جائے اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا کہ یہ دھرنا اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ہمارا مجرم پولیس اہلکار گرفتار ہو کر حوالات میں بند نہیں ہو جاتا اور اس کے خلاف قتل کا مقدمہ درج نہیں ہوتا۔

اب تمام اہل حدیث جو کانفرنس کے موقع پر موجود تھے وہ بھی اور جو گھروں کو جا چکے تھے وہ بھی اعلان سن کر چوک میں جمع ہو گئے پورے چوک میں دریاں بچھا کر اہل حدیث دھرنا دیکر بیٹھ گئے اور شیخوپورہ' شرق پور اور لاہور روڈ بالکل بند ہو گئے اور ہر قسم کی ٹریفک رک گئی۔ یہاں قارئین کو یاد دلاتا ہوں کہ یہ جمعرات کا دن تھا بہت سے علماء کرام نے اپنی اپنی مساجد میں صبح کو جمعہ بھی پڑھانا تھا بلکہ خود حافظ عبدالعلیم یزدانی صاحب نے جھنگ آ کر خطبہ جمعہ دینا تھا۔ لیکن یہ نوجوان خطیب اور لیڈر اپنے کارکنوں اور احباب جماعت کے ساتھ جما ہوا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ حافظ صاحب چوک میں بیٹھے ہوئے تھے ایک بھائی کرسی لے کر آیا اور عرض کیا یزدانی صاحب کرسی پر بیٹھ جائیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں میں اپنے کارکنوں کے ساتھ زمین پر ہی بیٹھوں گا آج قائدین اور لیڈر اپنے کارکنوں سے پورے ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی پسند نہیں کرتے پھر گلہ کرتے ہیں کہ ہمارا استقبال صحیح نہیں ہوا ہمارے نعرے کم لگائے گئے ہیں۔

بھلے مانسو! یہ بھی تو غور کرو کہ تمہارا اپنی تنظیم کے کارکنان سے رابطہ کیا اور کتنا ہے؟

خیر چھوڑیے ایسے مشورے تو بیکار ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اہل حدیثوں نے حافظ عبدالعلیم یزدانی حفظہ اللہ کی قیادت میں دھرنا دیا ہوا ہے مذاکرات چل رہے ہیں مگر یزدانی صاحب صرف ایک ہی بات پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ مجرم کو گرفتار کر کے وردی اتار کر حوالات میں بند کیا جائے اور قتل کا مقدمہ درج کیا جائے۔ مذاکرات کے مختلف دور ہوئے حتی کہ فجر قریب ہوگئی چند ساتھیوں نے یزدانی صاحب کی خدمت میں عرض کیا سب ساتھی ادھر بیٹھے ہوئے ہیں آپ تھوڑی دیر آرام کر لیں صبح جمعہ بھی ہے مگر یزدانی صاحب کے الفاظ تھے کہ ''آپ اتنی جلدی تھک گئے ہو اگر ہمارا مطالبہ پورا نہ ہوا تو ہم جمعہ ادھر چوک میں ہی پڑھیں گے۔گھروں کو نہیں جائیں گے'' اور فجر کی نماز کا وقت ہوا تو اعلان کیا گیا کہ سب بھائی دو حصوں میں تقسیم ہو کر وضو کر کے آئیں نماز ادھر ہی ادا ہوگی۔ فجر کی نماز کے بعد پولیس افسران نے آکر اطلاع دی کہ آپ کا مطالبہ پورا ہو گیا ہے۔ اور مذکورہ پولیس اہلکار کو گرفتار کیا جا چکا ہے لہٰذا آپ مظاہرہ ختم کر دیں مگر حافظ عبدالعلیم یزدانی حفظہ اللہ نے فرمایا ہمیں آپ پر اعتماد نہیں لہٰذا ہم اپنے آدمی بھیجتے ہیں اگر وہ تصدیق کریں گے تو پھر ہم آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کریں چنانچہ جماعت کے چند سرکردہ احباب اور مقتول کے بھائی کو تھانہ شاہدرہ میں تحقیق کے لئے بھیجا جب واپس آکر انہوں نے یزدانی صاحب کے سوالات کے جواب میں اس بات کی تصدیق کی کہ حوالات میں بند مجرم وہی پولیس اہلکار ہے جو ہمارا مجرم ہے۔ اور وردی میں نہیں بلکہ سویلین لباس میں ہے تو پھر حافظ عبدالعلیم یزدانی اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور انہیں صحت و ایمان سے مزین لمبی زندگی عطا فرمائے اور ان کی تبلیغی و تنظیمی خدمات کو شرف قبولیت سے نواز کر اخروی نجات کا سبب بنائے۔ نے دھرنا ختم کرنے کا اعلان کیا ویسے معلوم نہیں یزدانی صاحب قیادت کے یہ ''گر'' دوسروں کو کیوں نہیں بتاتے۔۔۔۔؟

قارئین ذی وقار۔ اتنی تفصیل سے یہ گزارش پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی انسان بھی جب اپنے مشن اور ہدف کے لئے پر خلوص جدوجہد کرتا ہے اور اس پر استقامت کا مظاہرہ بھی تو یقیناً اپنا مطلوب و مقصود حاصل کر لیتا ہے اس لئے انسان کو حالات سے دلبرداشتہ ہو کر اپنی جدوجہد کو چھوڑ نہیں دینا چاہئے البتہ اس میں جو کوتاہیاں اور خامیاں ہوں۔

انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور کسی کے صائب مشورے اور رائے کو مخالفت اور دشمنی قرار دیکر اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے بلکہ اس پر ہمدردانہ غور بھی کرنا چاہئے۔ اگر آپ پانی میں اتریں

گے تو کپڑے اور جسم گیلا تو ہوگا اگر جدوجہد کے میدان میں اترو گے تو تنقید بھی ہوگی اور تحسین بھی یہ نہیں کہ قیادت اور لیڈری کا شوق بھی پورا ہو اور آپ کے بارے کوئی حرف تنقید بھی نہ کہہ سکے۔ دیکھ لیجئے وکلاء تحریک میں کتنے مختلف حالات آئے ترغیب و ترہیب کا ہر حربہ آزمایا گیا الزام تراشیاں بھی ہوئیں بلکہ 2008ء کے لانگ مارچ کو عین موقعہ پر بغیر کسی وجہ کے ختم کر دیا گیا تو کتنے شکوک وشبہات تھے جو قوم کے دل ودماغ پہ چھا گئے لیکن جہد مسلسل سے آخر کار قافلہ منزل تک پہنچ گیا۔

اب ماضی کریدنے کی بجائے کہ کس کا کتنا حصہ تھا کریڈٹ کس کو جا رہا ہے وغیرہ وغیرہ آگے بڑھ کر اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنا چاہئے۔ عدلیہ خصوصاً چیف جسٹس کو بھی اپنے اہداف مقرر کرنے چاہئیں اور عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینا چاہئے خصوصاً یوٹیلٹی بلز، تیل وگیس وغیرہ کی قیمتیں گم شدہ افراد کی بازیابی اور سب سے بڑھ کر دیہاتوں سے لیکر صوبائی وملکی سطح پر انفرادی یا اجتماعی غنڈہ گردی کا سدباب اور خاتمہ۔ تاکہ یہ ملک مکمل طور پر امن وسکون کا گہوارہ بن سکے کہ جن لوگوں کی دعاؤں سے یہ کامیابی نصیب ہوئی ہے ان کی بددعائیں شاید اس سے زیادہ اثر رکھتی ہیں۔

رہی بات کہ اس کامیابی کے ثمرات کا کتنا حصہ کس کو نصیب ہوتا ہے جیسا کہ گذشتہ دنوں وکلاء تحریک کے راہنما اعتزاز احسن نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے لاتعلقی کا اعلان کیا ہے تمام رہنماؤں کو اس سے بے پرواہ ہو کر اتفاق واتحاد سے پہلے کی طرح ملکر اس کامیابی کے تحفظ کے لئے چوکنا اور ہوشیار رہنا ہوگا کیونکہ تاریخ کم ازکم یہی بتاتی ہے کہ منزل انہیں ملتی ہے جو شریک سفر نہیں ہوتے اس لئے ثمرات سے محروم ہو کر بددل نہیں ہونا بلکہ اللہ تعالیٰ سے اجر کی دعا کے ساتھ ساتھ اس کا شکر یہ بھی ادا کرنا ہے کہ اس نے سرخرو کر دیا اس طرح عوام اور سیاسی جماعتوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ عدلیہ پر غیر ضروری بوجھ ڈالنے کی بجائے عدلیہ سے ممکن حد تک تعاون کریں۔

باقی ترجمہ القرآن

جو ہمارے پاس بطور رزق کے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر کچھ نہیں جانتے"۔

یعنی بعض مشرکین اور کفار نے اسلام وایمان کو قبول نہ کرنے کا یہ عذر پیش کیا کہ ہم اگر اسلام کو قبول کرلیں گے تو مخالفین کے ہاتھوں تکالیف ومصائب اور جنگ وجدل سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جس سے ہمارا امن وسکون غارت ہو جائے گا۔ تو اللہ رب العزت نے یہ جواب دیا کہ اے اہل مکہ تمہارا اسلام قبول نہ کرنے کا یہ عذر غیر معقول ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جس میں یہ رہتے ہیں، امن والا بنایا ہے۔ جب یہ شہر ان کے کفر وشرک کی حالت میں امن